اکرام اللہ ساجد

تقلید کی بارگاہ میں حدیثِ رسولؐ کو سجدہ ریز کرنے کی جسارت

ترکِ رفع یدین کے ایک اشتہار کا سرسری جائزہ!

مجلسِ حنفیہ فیصل آباد کی طرف سے شائع شدہ ایک اشتہار بعنوان "ہم نماز میں تکبیرِ تحریمہ کے علاوہ رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟" نظروں سے گزرا، جس میں بعض احادیث کے حوالے سے ترکِ رفع یدین ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے —— ان حضرات کی اصل مجبوری تو تقلید ہے، لیکن چونکہ اس کے جواز میں ان کے پاس کتاب و سنّت سے کوئی ایک دلیل بھی موجود نہیں، اور بحمد اللہ علمائے اہلحدیث کی تحریری و تقریری کوششوں سے تقلید کچھ نیک نام بھی نہیں رہی، بلکہ یہ مقلّدین کے لیے قابلِ فخر ہونے کی بجائے مسلسل باعثِ ملامت بنتی جا رہی ہے، لہٰذا اب ان کے لیے اپنے تقلیدی مسلک اور فقہی مسائل کو حدیث کے پردے میں منوانے کے بغیر کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہا —— طریقۂ واردات یہ ہے کہ یا تو کسی مسئلہ میں بخاری مسلم کی وہ احادیث پیش کریں گے جن کا زیرِ بحث مسئلہ سے تعلق نہ ہوگا، اور یا پھر ضعیف احادیث کا سہارا لے کر عوام الناس کو عمل بالحدیث سے روکنے اور تقلیدی روش پر چلانے کی سعیِ نامشکور کرتے ہیں —— یہی ہاتھ اس اشتہار میں بھی دکھایا گیا ہے!

اس کا مفصل جواب تو ہم مولانا محمد ادریس کیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے آئندہ اشاعت میں شامل کریں گے، ان شاء اللہ! —————— سردست اس میں درج شدہ صحیح بخاری کی ایک حدیث کے حوالے سے اس کا سرسری جائزہ لیں گے —— بحمد اللہ اس طائرانہ نگاہ سے ہی قارئینِ کرام کو نہ صرف اصل حقیقت سے آگاہی ملے گی، بلکہ وہ "مطلب برآری کے لیے اختیار کیے جانے والے اس مقلدانہ طرزِ استدلال" سے بھی واقف ہو سکیں گے جو تقلید کی بارگاہ میں سنّت و حدیثِ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ ریز کرنے کے مترادف ہے ـــــ العیاذ باللہ!

اشتہار کے پہلے کالم میں صحیح بخاری کی اس حدیث سے قبل ایک جلی سرخی یوں جمائی گئی ہے :

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمر تک رفع یدین نہ کرنا!"

قارئین کرام شاید اسے دخل در "معقولات" سمجھیں، لیکن ان کا مقدمہ دعویٰ دائر کرتے ہی خراب ہو گیا ہے، بقول کسے ؎

پھیلائے تھے دام سخت قریب آشیاں کے
اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مقلدین حضرات پہلے تو رفع یدین کو سنت تسلیم ہی نہ کرتے تھے، چنانچہ برسرِ عام اس کا مذاق تک اڑاتے رہے ـــــ لیکن جب متبعینِ کتاب وسنت کی طرف سے علوم حدیث کی نشر واشاعت عام ہوئی اور لوگوں تک یہ بات پہنچی کہ رفع یدین کے بارے سینکڑوں احادیث وآثار مروی ہیں، تو انہوں نے اپنے اس مؤقف میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کرتے ضرور تھے، لیکن بعد میں اسے چھوڑ دیا تھا ـــــ چنانچہ زیرِ نظر اشتہار میں انہوں نے یہی دوسرا مؤقف پیشِ نظر رکھا ہے، جیسا کہ اسی کالم میں "فائدہ" کے عنوان کے تحت یہ الفاظ موجود ہیں :

"تو معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں رفع یدین نہ کرتے تھے!"

لیکن ہم نے عرض کیا نا، ان کا معاملہ مذکورہ سرخی ہی سے چوپٹ ہو گیا ہے ـــــ سرخی میں : "آخری عمر تک رفع یدین نہ کرنا" اور پھر "فائدہ" کے تحت : "آخری عمر میں رفع یدین نہ کرنا" ان دونوں کے درمیان فرقِ بین ہے ـــــ اول الذکر کا مطلب یہ ہے کہ آپؐ نے ساری عمر رفع یدین کیا ہی نہیں، جبکہ ثانی الذکر کا مطلب یہ کہ آپؐ پہلے تو رفع یدین کرتے تھے، آخری عمر میں اسے چھوڑ دیا تھا! ـــــ یہ دو مختلف باتیں اشتہار کے ایک ہی کالم میں موجود ہیں، وجوہات اس کی متعدد ہو سکتی ہیں :

یا تو یہ تضاد و اختلاف بدحواسی کا نتیجہ ہے، جو حق سے ٹکرانے یا اسے جھٹلانے کی صورت میں اعصاب پر ضرور ہی سوار ہو جاتی ہے۔

اور یا پھر یہ دھوکا اور چالاکی ہے کہ "آخری عمر تک رفع یدین نہ کرنا" تو عوام الناس کیلئے ہو، تاکہ وہ سرخی دیکھ کر ہی سنّتِ رسولؐ سے مجتنب، نیز تقلید کے بدستور پرستار رہیں ــــ جبکہ "آخری عمر میں رفع یدین نہ کرنا" اہلحدیثوں سے مناظرہ بازی کے لیے ہو، کہ ہم اسے سنّت مانتے تو ہیں، مگر متروک!

یا پھر اسے آپ دل کا چور بھی کہہ سکتے ہیں، جو نہ چاہنے کے باوجود نوکِ قلم پر آگیا ہے ــــ چنانچہ اختیار تو کرنا چاہتے تھے دوسرا اور نیا موقف، لیکن اظہار اصلی اور پرانے موقف کا ہو گیا!

بہرحال اس "تک" اور "میں" کے فرق نے گویا محرم کو "مجرم" بنا کر رکھ دیا ہے؛

ـــ ہم دعا دیتے رہے، وہ دغا پڑھتے رہے
ایک ہی نقطہ نے محرم سے مجرم کر دیا

اہلِ اشتہار سے اپیل ہے، وہ برائے مہربانی اس الجھن کو رفع فرما دیں کہ مذکورہ صورتوں میں سے کون سی صورت اس تضاد و اختلاف کا باعث بنی؟

اس سرخی کے بعد صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے جو ہمارے پیشِ نظر ہے اور جسے اشتہار میں ترکِ رفع یدین کی چھٹی دلیل کے طور پر پیش کیا گیا ہے ــــ الفاظِ حدیث درج ذیل ہیں:

"انّ ابا هريرة كان يكبّر في كلّ صلٰوة مّن المكتوبة وغيرها في رمضان وغيره فيكبّر حين يقوم ثمّ يكبّر حين يركع ثمّ يقول سمع الله لمن حمده ثمّ يقول ربّنا ولك الحمد قبل ان يّسجد ثمّ يقول الله اكبر حين يهوي ساجدًا ثمّ يكبّر حين يرفع رأسه من السّجود ثمّ يكبّر حين يسجد ثمّ يكبّر حين يرفع رأسه من السّجود ثمّ يكبّر حين يقوم من الجلوس في الاثنين ويفعل ذالك في كلّ ركعة حتّٰى يفرغ من الصّلٰوة ثمّ يقول حين ينصرف والّذي نفسي بيده انّي لاقربكم شبهًا بصلٰوة رسول الله صلّى الله عليه وسلّم

ان کانت ھذہ الصلاتہ[1] حتیٰ فارق الدنیا ـــــ صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۱۰"

اس کے بعد اس حدیث کا ترجمہ بزبانِ اشتہار یوں ہے:

"حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ[2] ہر نماز میں فرض ہو یا نفل، رمضان ہو غیر رمضان تکبیر کہتے سو قیام کرتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے۔ پھر رکوع میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے تھے (رفع یدین نہ کرتے تھے[3]) پھر رکوع سے اُٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے (رفع یدین نہ کرتے تھے[4]) پھر سجدہ کرنے سے پہلے ربّناءلک[5] الحمد کہتے تھے۔ پھر پہلے سجدہ میں جاتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے۔ پھر دوسرے سجدہ میں جاتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے۔ پھر سر اٹھاتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے۔ پھر پہلے قعدہ سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہتے تھے اور ایسا ہی عمل ہر رکعت میں کرتے تھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے تھے پھر جب نماز ختم کر لیتے تو کہتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوہریرہ کی جان ہے، بیشک میں تم سب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہت رکھنے والا ہوں یقیناً یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تھی، یہاں تک کہ آپ دنیا سے کوچ کر گئے"

اس کے بعد "فائدہ" کی سرخی جما کر لکھا ہے:

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ" (یہاں بھی پیش الٹی ہے ـــــ ان بیچاروں کو نہ اردو لکھنا آتی ہے نہ عربی، لیکن صحیح بخاری کے حوالے

---

[1] اشتہار میں اسی طرح لکھا ہے، صحیح لفظ "لصلوتہ" ہے۔

[2] "عنہُ" ـــ پیش الٹی ہے، سیدھی کریں!

[3] کرتے بھی کیوں، فقہ حنفی بھلا اسے کب برداشت کر سکتی تھی؟

[4] یہاں بھی تقلید کے ناموس کا مسئلہ ہے، ورنہ حدیث میں ایسے الفاظ کہیں موجود نہیں جن کا یہ ترجمہ ہو۔

[5] "ربّناء" ـــ "ربّنا" کے بعد ہمزہ شاید "فقاہت" کا نتیجہ ہے!

سے ترکِ رفع یدین ثابت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ناقل!) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا نقشہ بیان کیا۔پھر آپ کا معمول ہمیشہ ہی رہا کہ نماز ختم کرنے کے بعد اعلان فرماتے رہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی مماثلت میں سب سے زیادہ ہوں اور آپ کی نماز میں رفع یدین کا ذکر نہیں (بریکٹ میں تو دو دفعہ ہے، اثباتاً نہ سہی، نفیاً ہی سہی۔ناقل!) تو معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر "میں" رفع یدین نہ کرتے تھے اور اسی حالت میں دنیا سے کوچ فرما گئے"!

قارئینِ کرام! حدیث کی عبارت سے قبل "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمر "تک" رفع یدین نہ کرنا" کی جلی سرخی، اور پھر عبارت کے بعد "صحیح بخاری ص۱۱۱ جلد ۱" کا حوالہ دیکھ کر ایک عامی تو یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ اہلحدیث اگر نماز میں رفع یدین کرتے ہیں، تو غلط کرتے ہیں، نیز وہ اس پروپیگنڈہ کو سچ سمجھے گا کہ "اہلحدیث خود بھی حدیث پر عمل نہیں کرتے"! ـــــ تب حنفی مقلدین کو اپنے امام کی فقہ پر عمل کرنے کی آزادی کے ساتھ ساتھ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنّتِ رفع یدین کا "مکھیاں اڑانے" سے تشبیہ دے کر مذاق اڑانے[1] میں بھی آسانی رہے گی ـــــ لیکن

---

[1] یہ مذاق قارئینِ کرام نے اکثر سنا ہوگا۔ہم کہتے ہیں، بالفرضِ محال یہ دعویٰ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ آپؐ پہلے رفع الیدین کرتے تھے، بعد میں اسے چھوڑ دیا تھا ـــــ تو بھی ایک وقت میں یہ سنّتِ رسولؐ تو رہی، یہ بہرحال آپؐ کا فعل تو تھا ـــــ متروک ہوا تو بعد میں دیکھا جائے گا، سرِدست سوال یہ ہے کہ جو کام آپؐ نے کیا، خواہ ایک سال، ایک ماہ یا چند دن کے لیے ہی سہی، اس سے تمسخر و استہزاء آخر کس شریعت کی رُو سے جائز ہے؟ ـــــ دیکھئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے پہلے پہل بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نمازیں پڑھیں، بعد میں یہ قبلہ منسوخ و متروک ہو گیا، تاہم قرآنِ کریم نے فرمایا:

"وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ـــــ الاٰية!"

"اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا!"

یعنی پہلے پڑھی گئی نمازوں کو لفظِ "ایمان" سے تعبیر فرمایا ـــــ پس قرآنِ کریم تو قبلۂ اول کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی نمازوں کو، اس قبلہ کے منسوخ و متروک ہونے (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

ہم اس اشتہار کے مرتب جناب مولانا فضل ابین صاحب سے پوچھتے ہیں کہ :

(۱) آپ حدیث سے دلیل پیش کرنے والے کون ہوتے ہیں ؟ آپ تو مقلّد ہیں، اور مقلّد کے لیے اس کے امام کا قول ہی دلیل ہوتا ہے[۵] !

(۲) یہ تحقیق کی آپ کو کیونکر سوجھی ؟ آپ کے بقول تحقیق تو عالم کرتا ہے، جب کہ جاہل تقلید کرتا ہے ــــ لہٰذا تحقیق کرنا مقلّد کا کام نہیں، اسے تقلیدی جاہلیت ہی مبارک ہو! ــــ آپ تو بس قولِ امام پیش کیجئے، اور اس کے بعد "فائدہ" لکھنے کا بھی آپ کو کوئی حق نہیں ــــ معلّم کتاب و حکمت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تشریح و تبیین بھی اگر آپ کے ہاں بار نہیں پا سکتی،[۶] تو اس "فائدہ" کو جو آپ کی اپنی طرف سے ہے، کون وقعت دے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے باوجود لفظِ ایمان سے یاد کرے، اور آپ (مقلدین حضرات) اس "متروک" سنّتِ رفع یدین کو "مکھیاں اڑانے" سے تشبیہ دیں ــــ جس نبیؐ کا کلمہ پڑھا ہے، اس کی کچھ تو حیا کی ہوتی! ــــ اگر امام ابوحنیفہ کا قول چھوڑنے والے پر ریت کے ذروں برابر لعنتیں برس سکتی ہیں ــــ

۵ فلعنة ربّنا اعداد رمل علی من ردّ قول ابی حنیفة

ــــ تو کیا سنّتِ رسولؐ سے تمسخر واستہزاء کی بھی کوئی سزا آپ کے ہاں مقرر ہے یا نہیں ؟ ــــ کیا اللہ ربّ العزّت، شانِ رسالت میں اس گستاخی کا 'روزِ قیامت نوٹس نہ لیں گے ؟ ــــ آہ! یہ تو منافقین کا شیوہ تھا ــــ اللہ ربّ العزّت نے فرمایا :

"قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ" (التوبة: ۶۵)

"ان سے پوچھیے، کیا تم اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسولؐ کا مذاق اڑاتے ہو" ــ انّا للہ !

۶-۶ چنانچہ مولانا تقی عثمانی فرماتے ہیں :

"عامی ایسا نہیں ہوتا جو دلائل کو پرکھ سکے۔ ایسے شخص کو اگر اتفاقاً کوئی حدیث ایسی نظر آ جائے جو بہ ظاہر اس کے امامِ مجتہد کے مسلک کے خلاف معلوم ہوتی ہو، تب بھی اس کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے امام مجتہد کے مسلک پر عمل کرے اور حدیث کے بارے میں یہ اعتقاد رکھے کہ اس کا صحیح مطلب میں نہیں سمجھ سکا!" (تقلید کی شرعی حیثیت ص ۸۷)

یعنی خواہ سمجھ میں آہی کیوں نہ جائے، تب بھی انجان بن جاؤ ــــ تعجب ہے، آپ لوگ سیدھی طرح اپنے امام مجتہد کا کلمہ کیوں نہیں پڑھ لیتے ؟ ــــ آخر رسول کی بعثت (بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

گا ؟ — ویسے بھی "فائدہ" لکھ کر آپ کو فقیہ و مجتہد بننے کی کوشش نہ کرنا چاہیے تھی، کیونکہ فقہ و اجتہاد آپ کے امام پر ختم ہو چکے ہیں — یا کیا اب آپ تقلیدِ جامد سے دست کش ہو چکے ہیں ؟

(۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو بیچارے "غیر فقیہ" آدمی ہیں، اسی لیے ان کی طرف سے امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنے کی بات "اقرأ بھا فی نفسك" (اسے اپنے دل میں پڑھ!) آپ کے لیے قابلِ قبول نہیں، حالانکہ اس مقام پر آپؓ کا دعویٰ بھی حدیثِ رسولؐ ہے، اور اس کی دلیل بھی حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی ! — آپؓ فرماتے ہیں :

"قال رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلّم من صلّی صلوٰة لم یقرأ فیها بامّ القرآن فهی خداج ثلاثاً غیر تمام۔!"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، جس نے نماز میں سورۃ الفاتحہ نہ پڑھی، اس کی نماز ناقص ہے، ناقص ہے، ناقص ہے — نہیں پوری ہوتی!"

اس پر آپؓ سے پوچھا گیا کہ : "ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں (تو کیا پھر بھی سورۃ الفاتحہ پڑھیں؟") آپؓ نے فرمایا :

"اقرأ بها فی نفسك فانّی سمعتُ رسول اللہ صلّی اللہ علیه وسلّم یقول قال اللہ تعالیٰ: قسمت الصّلوٰة بینی وبین عبدی نصفین — الحدیث!"

(مشکوٰۃ، باب القرأۃ فی الصلوٰۃ)

"اسے اپنے دل میں پڑھ ! کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے سُنا ہے : ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ : میں نے "الصّلوٰة" (نماز) کو اپنے اور بندے کے درمیان نصف نصف تقسیم کر لیا ہے۔ الخ !"

اس کے بعد حضرت ابوہریرۃؓ نے پوری حدیث بیان فرمائی ہے، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع کے مطابق اللہ تعالیٰ نے صرف سورۃ الفاتحہ کو "الصّلوٰة" کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے — اور اسی بناء پر آپؓ نے : "اقرأ بها فی نفسك" کہ "اس (سورۃ الفاتحہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کا مقصد اس کی اطاعت ہی تو ہے :

"وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ۔" (النسآء ۶۴)

"ہم نے جو رسول بھی بھیجا تو اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی بات مانی جائے۔"

کو اپنے دل میں پڑھ!" کا فتویٰ ارشاد فرمایا ہے!

لیکن بایں ہمہ اگر آپ حضرت ابوہریرۃؓ کی بات کو فاتحہ خلف الامام کے سلسلہ میں یہ کہہ کر گول کر جاتے ہیں کہ وہ تو غیر فقیہ آدمی تھے، تب اس رفع یدین کے سلسلہ میں آپ کو ان پر اعتبار کیسے آگیا؟ — یا کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری عمر میں رفع یدین کرنا چھوڑ دیا تھا، اسی طرح حضرت ابوہریرۃؓ نے بھی بالآخر غیر فقیہ ہونا چھوڑ دیا تھا؟

(۴) یہ "آخری عمر" کی بھی ایک ہی رہی! — آپ اگر "مماتی" فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں، تو "حیاتی" بھی حنفی ہی ہیں، تب یہ عجیب فقہ ہے کہ جو "حیات" کی بھی قائل ہے اور "ممات" کی بھی! — اور اگر حیاتی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں تو آپ کے نزدیک تو حضورؐ آج بھی زندہ و حیات ہیں، اندریں صورت "آخری عمر" کے الفاظ کی کیا تک ہے؟ — پھر طرّہ یہ کہ آپ اسے بصیغۂ ماضی ذکر فرما رہے ہیں کہ:

"تو معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم آخری عمر میں رفع یدین نہ کرتے تھے!" — فیاللعجب!

اس موقع پر ایک لطیفہ یاد آگیا ہے — ایک حنفی اور اہلحدیث کے مابین اسی مسئلہ "حیات النبیؐ" پر گفتگو ہو رہی تھی، تھوڑی دیر تک دونوں طرف سے دلائل پیش کیے جاتے رہے — بالآخر اہلحدیث عالم نے پٹڑا مارا کہ:

"مولانا! آپ کیسی باتیں کرتے ہیں، سب کو معلوم ہے کہ آنحضورؐ بدھ کے روز فوت ہوئے تھے!"

اس پر حنفی مولانا کو جلال آگیا، جھک کر بولے:

"سبحان اللہ! آپ بڑے مولوی بنے پھرتے ہیں، آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ حضورؐ کب فوت ہوئے تھے؟"

اہلحدیث نے پوچھا:

"تو پھر کب فوت ہوئے تھے؟"

مولانا نے فرمایا:

"سوموار کے دن فوت ہوئے تھے!"

اہلحدیث عالم نے دوبارہ وضاحت چاہی :

"کیا ہوئے تھے"؟

مولانا نے اسی جوش میں کڑک کر کہا :

" فوت ہوئے تھے" !

اس پر حاضرین نے مولانا کو توجہ دلائی کہ حضرت ! آپ اب تک کیا کہتے رہے ہیں؟ آپ کا دعویٰ تو یہ تھا کہ حضورؐ فوت ہوئے ہی نہیں اور آج بھی زندہ ہیں، پھر اسی دعویٰ پر زور و شور سے دلائل بھی وارد فرماتے رہے ہیں ! اب یہ سوموار کیوں یاد آگیا ؟ —

تب مولانا کو ہوش آگیا، اور جوش کو کوستے ہوئے روانہ ہوئے !

سچ ہے، جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے — مولانا ! آپ کا "حیات النبیؐ" کا مذکورہ عقیدہ بھی جھوٹ کا پلندہ ہے، اور آپ کی یہ بات بھی جھوٹ پر مبنی کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں رفع یدین نہ کرتے تھے" ! — یقین فرمائیے، آپ کو حقیقتِ حال کا علم بھی ہے، جبھی تو آپ نے ترکِ رفع یدین کے دلائل گنواتے وقت صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثوں پر مسند حمیدی، صحیح ابو عوانہ اور طحاوی کی حدیثوں کو ترجیح دی ہے، اور انہیں ان سے پہلے ذکر کیا ہے !

رہی صحیحین کی حدیثیں تو ان میں سے صحیح بخاری کی حدیث تو ہمارے زیرِ نظر ہے ہی، جبکہ صحیح مسلم کی حدیث وہ ہے جس میں "شریر گھوڑوں" کی دموں کا ذکر ہے — اور آپ بخوبی جانتے ہیں کہ اس میں جو ہاتھ ہلانے سے منع کیا گیا ہے، تو اس کا تعلق سلام کہنے کے وقت سے ہے، نہ کہ رکوع میں جانے اور اٹھنے کے وقت سے ! — ذرا دل کو ٹٹولیے، ضمیر کو جنجھوڑیے، یہ گواہی دیں گے کہ ہماری بات سچی ہے ! جبکہ آپ محض تقلید کی دیوی سے رسمِ وفا نبھانے کی خاطر کتمانِ حق کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور یہ عین ممکن ہے۔ خود علام الغیوب فرماتے ہیں :

"وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ" ! (آل عمران : ۷۱)

"تم حق کو چھپاتے ہو، اور تمہیں علم بھی ہے (کہ حق کو چھپا رہے ہو اور یہ بھی جانتے ہو کہ حقیقت حال کیا ہے ؟)"

(۵) اس کتمانِ حق کے لیے آپ نے کیا کیا پاپڑ بیلے ہیں ؟ اب ذرا اس طرف بھی

توجہ ہو جائے :

(ا) آپ نے صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث کے ترجمہ میں دو دفعہ بریکٹ "(رفع یدین نہ کرتے تھے)" لگائی ہے ـــــ حالانکہ حدیث میں ایسے الفاظ کہیں بھی موجود نہیں، جن کا یہ ترجمہ ہو!

(ب) آپ نے یہ بریکٹ صرف رکوع میں جانے والے "اللہ اکبر" پر، اور رکوع سے سر اٹھاتے ہوتے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنے کے وقت لگائی ہے، جو متنازعہ مقامات ہیں۔ نماز شروع کرنیوالے "اللہ اکبر" پر نہیں لگائی ـــ آخر کیوں؟ ـــ کیا اس لیے کہ اس موقع پر آپ خود بھی رفع یدین کرتے ہیں؟

دیکھئے مولانا! کتاب وسنت سے تلاشِ حق کا یہ انداز نہیں، یہ تو خواہشات کی پرستش کا انداز ہے اور یا پھر کتاب وسنت کو خواہشات کے مطابق ڈھالنے کا! ـــ "کڑوا کڑوا تھو" بھی اسی کو کہتے ہیں، اور "میٹھا میٹھا ہپ" بھی اسی کو! ـــــ ہم پوچھتے ہیں کہ جب بریکٹ اپنی ہی طرف سے لگانی ٹھہری، تو اگر کوئی پہلے "اللہ اکبر" پر بھی بریکٹ (رفع یدین نہ کرتے تھے) لگا دے، تو آپ کیا اس کی ٹانگ توڑ لیں گے؟ ـــــ بلکہ اگر کوئی ہر "اللہ اکبر" پر کوئی نہ کوئی بریکٹ لگا دے، تو آپ اسے کس اصول کی رُو سے منع کر سکیں گے؟ ظاہر ہے کہ جب آپ نے اپنی فقہ چلائی، تو ہر کسی کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی فقہ چلائے ـــ لیکن یوں کیا حدیثِ رسول اللہ مذاق بن کر نہ رہ جائے گی؟ ـــــ یقین جانیئے منکرینِ حدیث جب احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پھبتیاں کستے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں، تو اس کی شہ دینے والے آپ ایسے نادان دوست ہیں، جس سے یہ دانا دشمن فائدہ اٹھاتے ہیں ـــ بلکہ ہمیں کہنے دیجئے کہ ان کے مذاق اس قدر بیہودہ نہیں ہوتے، جس قدر بیہودہ مذاق حنفی مقلدین کا شیوہ ہے ـــــ مکھیاں اڑانے والی بات تو آپ جانتے ہی ہیں ـــ ایک دیوبندی پروفیسر، جو سیالکوٹ سے تعلق رکھتے ہیں، ایک تقریر کے دوران فرما رہے تھے کہ:

"اہلحدیث آمین یوں کہتے ہیں، جیسے سکوٹر اسٹارٹ ہوتا ہے!"

اس پر یہی کہا جا سکتا ہے کہ:

"اذا لم تستحی فاصنع ما شئت!"

"جب تو بے حیا ہو جائے تو جو جی میں آئے کر!"

(ج) اوپر اپنی بریکٹوں کا حشر تو آپ نے دیکھ ہی لیا، لیکن آپ نے اسی پر بس نہیں کی! — آپ نے "فائدہ" کے عنوان کے تحت لکھا ہے :

> "آپ کی نماز میں رفع یدین کا ذکر نہیں تو معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں رفع یدین نہ کرتے تھے اور اسی حالت میں دنیا سے کوچ فرما گئے"!

محترم مولانا! دین کو مذاق بنائیے نہ علمائے دین کو! — لوگ تو پہلے ہی مولویوں سے بیزار ہیں، اور اس کی وجہ علمائے سوء کے وہ احمقانہ دلائل ہیں جو وہ اپنی بات بہرحال منوانے کے لیے پیش کرتے ہیں اور وہ اسے "مولوی کی پھاہی" کا نام دیتے ہیں — اس کی تفصیل وہ مزے لے لے کر یوں بیان کرتے ہیں کہ مولوی کی پھاہی میں جہاں کبوتر آ گئے، وہاں ایک چیل بھی آ گئی — کبوتر تو رو تے ہی تھے کہ اب ہمیں ذبح کر کے کھا لیا جائے گا، لیکن چیل بھی رونے لگی۔ کبوتروں نے کہا، بہن چیل جی! آپ کیوں روتی ہیں؟ آپ تو حرام مال ہیں، آپ کو ڈر کا ہے کا؟ بی چیل نے کہا، بھائیو! تمہیں خبر نہیں، یہ مولوی کی پھاہی ہے — یہ میرے لیے بھی کوئی نہ کوئی آیت نکال ہی لے گا!

مولانا! یہ حکایت انہوں نے کیوں گھڑ لی؟ صرف اس لیے کہ علمائے دین اپنے منصب کو بھول گئے۔ ان کا منصب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ نبوت ترجمان سے یہ تھا کہ وہ "انبیاء کے وارث ہیں" (العلماء ورثۃ الانبیاء!) پس ان کا فریضہ یہ تھا کہ جان جائے تو جائے، لیکن حق پر آنچ نہ آنے پائے۔ لیکن اب ہو یہ رہا ہے کہ محض خواہشات کو پالنے کے لیے اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سے محرومی کو نہ صرف اپنے لیے پسند کیا جا رہا ہے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے روکا جا رہا ہے — اور وہ بھی اس بے ڈھنگے انداز سے کہ ایک معمولی عقل و ذہن کا مالک بھی اسے بچگانہ حرکت سمجھے — مولانا! آپ کو بخوبی علم ہے کہ کسی چیز کا ذکر نہ ہونا اس امر کی دلیل نہیں ہوتی کہ یہ چیز موجود ہی نہیں — دیکھئے نا، زیرِ نظر اشتہار دیکھنے سے قبل ہم آپ کے اسمِ گرامی سے بھی واقف نہ تھے، نہ ہی ہمارے ہاں کبھی آپ کا تذکرہ ہوا، تو کیا اس بناء پر ہم یہ کہہ سکتے تھے کہ آپ اس دنیا میں تشریف لائے ہی نہیں؟ — اور اب اگر

آپ کا ذکرِ خیر ہو رہا، اور آپ سے نیاز حاصل ہو ہی رہے ہیں، تو کیا اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ آپ عدم سے اب وجود میں آئے ہیں؟ ـــــ نہیں، بلکہ آپ تو اس تذکرہ و تعارف کے بغیر بھی پہلے سے موجود ہیں ـــ بچپن گزارا، تعلیم حاصل کی، تقلید کے "شرعی دلائل" پڑھے پڑھائے، پھر ترکِ رفع یدین کا اشتہار لکھا، جو نہ جانے کب سے حنفی مکتبِ فکر کی مساجد میں، وضو کی ٹونٹیوں کی ملحقہ دیواروں سے چپیاں انہیں زینت بخشے ہوئے ہے ـــ تاہم جب تک یہ اشتہار ہماری نظروں سے نہ گزرا تھا، یا کسی نے اس کا ذکر ہم سے نہ کیا، ہم یقینی طور پر یہ کیسے کہہ سکتے تھے کہ یہ علمی شاہکار اس کائنات میں پایا ہی نہیں جاتا؟

یہ تو عقلی دلائل تھے، اب نقلی دلیل بھی سنیئے، جو آپ کے نزدیک قرآن و حدیث کی دلیل سے بھی بڑھ کر قوی ہے ـــ اس لیے کہ یہ فقہ حنفی کی دلیل ہے، اور آپ لوگ اس فقہ کو سچا ثابت کرنے کے لیے قرآن و حدیث کی "نا دیل" تک سے نہیں چوکتے ـــ اس فقہ کا فتویٰ ہے کہ:

"زوجہ مفقود الخبر نوّے برس انتظار کرے"!

اب قطع نظر اس سے کہ انتظار کون کرے؟ اور مفقود الخبر کون ہے؟ زوج یا زوجہ؟ یہ سوچنا آپ کی دردسری ہے! ـــ بلکہ آپ اس فقرہ پر جس قدر غور کریں گے، آپ کی فقاہت میں اضافہ ہی ہوگا، کمی واقع نہیں ہوگی ـــ ہمیں تو اس سے غرض صرف اس قدر ہے کہ یہ نوّے برس تک انتظار آخر کیوں ہو رہا ہے؟ ـــ اسی لیے ناکہ مفقود الخبر ہونے کے باوجود ممکن ہے کہ وہ کہیں موجود ہو؟ ـــ کون موجود ہو؟ یہ معلوم کرنا پھر آپ کا کام ہے، ہمارا مطلب واضح ہے کہ کسی چیز کی خبر و تذکرہ اگر نہ بھی ہو، ہم یقینی طور پر یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس چیز کا وجود ہی عنقا ہے!

بالکل اسی طرح صحیح بخاری کی مذکورہ حدیث میں اگر رفع یدین کا ذکر نہیں ہوا، تو اس سے یہ دلیل اخذ کرنا حماقت ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین نہ کرتے تھے"!

(د) اس کے باوجود اگر آپ کو اس دلیل کی معقولیت پر اصرار ہو، تو ہم پوچھتے ہیں کہ اس حدیث میں کیا صرف رفع یدین ہی کا ذکر نہیں ہوا، یا دوسری بھی بہت سی

چیزیں ذکر نہیں ہوئیں ؟ — مثلاً کیا اس میں قبلہ کی طرف منہ کرنے کا ذکر ہے ؟ — "نیت کیتی میں ایس نماز دی ..... الخ" موجود ہے ؟ — "ثناء" (سبحٰنک اللھمّ) کے الفاظ پائے جاتے ہیں ؟ — ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے ؟ زیرِ ناف ہی سہی ! — نماز باجماعت میں تو خیر آپ کے نزدیک مقتدی اگر سورۃ الفاتحہ پڑھے، تو اس کے منہ میں آگ ! — لیکن حدیث زیرِ نظر میں تو حضرت ابوہریرہ رضی کی نماز، منفرد کی نماز ہے جس میں سورۃ الفاتحہ آپ کے نزدیک بھی ضرور پڑھنی چاہیے — تو کیا اس حدیث میں سورۃ الفاتحہ کا تذکرہ ہے ؟ — اس کے بعد سورۃ ملانے کا ذکر ہے ؟ — "سبحان ربّی العظیم" اور "سبحان ربّی الاعلیٰ" تسبیحاتِ رکوع وسجدہ ذکر ہوئی ہیں ؟ — "التحیات"، درود شریف اور پھر اس کے بعد دعاء "ربّ اجعلنی — الخ" ! — اور آخر میں "السّلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ" کے الفاظ ہیں ؟ — اگر نہیں، تو یوں کہیے ناکہ :

"آپ کی نماز میں چونکہ ان تمام چیزوں میں سے کسی کا ذکر نہیں تو معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں یہ سب کچھ نہ پڑھتے تھے اور اسی حالت میں دنیا سے کوچ فرما گئے" ! — العیاذ باللہ !

ع — شرم تم کو مگر نہیں آتی !

چنانچہ مکمل حنفی نماز اب یوں ہوئی کہ (بغیر وضو کیے — کیونکہ اس حدیث میں وضو کا بھی ذکر نہیں ! — بغیر نیت کیے، ہاتھ باندھے، اور بغیر قبلہ کی طرف منہ کیے) :

"اللہ اکبر — اللہ اکبر — سمع اللہ لمن حمدہ — ربّنا لک الحمد — اللہ اکبر — اللہ اکبر — اللہ اکبر ! — یہ ایک رکعت ہوئی — "اور ایسا ہی عمل ہر رکعت میں کرتے تھے" — "یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جاتے تھے" ! (خط کشیدہ الفاظ گویا سلام کی جگہ ہیں !)

محترم ! کیا یہی وہ نماز ہے، جسے ثابت کرنے کے بعد آپ نے اشتہار کے آخر میں صدہا مبارکبادیں بانٹتے ہوئے بڑی ترنگ میں آکر چوکٹے میں یہ لکھا ہے کہ :

"مبارک صد مبارک مسلمانو !

تمہاری نماز رسول اللہ والی — تمہاری نماز رسول اللہ کی آخری عمر والی — تمہاری نماز خلفائے راشدین والی — تمہاری نماز اصحابِ رسول والی

مبارک صد مبارک مسلمانو! تمہاری نماز تابعین والی۔ مبارک صد مبارک
مسلمانو! تمہاری نماز اسلافِ امت والی!"

لیکن مولانا! حماقت تو آپ کے اس مبارک نامہ سے بھی ظاہر ہے ـــ آپ نے "تمہاری نماز رسول اللہ والی" اور "تمہاری نماز رسول اللہ کی آخری عمر والی" کو الگ الگ ذکر فرمایا ہے ـــ اور یہی اشتہار میں آپ کا موقف بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی عمر میں رفع یدین کیا کرتے تھے، آخری عمر میں اسے چھوڑ دیا تھا ـــ جبکہ آپ نے رفع یدین کبھی کیا ہی نہیں، نہ پہلی عمر میں، نہ آخری عمر میں! ـــ تب آپ کی نماز "رسول اللہ والی" کیسے ہو گئی؟ ـــ اب یا تو یہ مبارک نامہ درست کر لیں اور یا یہ اعلان فرما دیں کہ آئندہ ہر حنفی مقلّد پہلی عمر میں رفع یدین کیا کرے، اور آخری عمر میں اسے چھوڑ دیا کرے ـــ تاکہ وہ اس مبارکباد کا مستحق ٹھہرے!

علاوہ ازیں ارشاد فرمائیے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدینؓ، اصحابِ رسولؐ، تابعینؒ اور اسلافِ امت ایسی ہی نمازیں پڑھا کرتے تھے، جو اوپر ذکر ہوئی؟ ـــ جو اشتہار میں مندرج صحیح بخاری کی زیرِ نظر حدیث سے آپ کے اپنے استدلال کا لازمی نتیجہ ہے، اور جو صرف: چند بار "اللہ اکبر" اور "سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد" سے عبارت ہے؟ ـــ یہ تو آپ کی اپنی ان نمازوں سے بھی مختلف ہے جو آج کل آپ پڑھ رہے ہیں، یا جو آپ لوگوں کی طرف سے طبع ہو کر بازاروں میں بک رہی ہیں ـــ افسوس، مولانا! آپ دوسروں کو بے وقوف بنانا چاہ رہے ہیں، لیکن درحقیقت خود ہی فریب خوردہ ہیں:

"وَمَا يَخْدَعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝ فِي قُلُوبِهِم
مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ـــ الآیۃ!"

قارئینِ کرام! ذخیرۂ احادیث میں کوئی ایک بھی ایسی حدیث نہیں جس میں طہارت سے لے کر "سلام" تک نماز کے تمام مسائل مع جزئیات و تفصیلات کے یکجا ذکر ہو گئے ہوں ـــ کتبِ حدیث کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ بات مخفی نہیں کہ مثلاً ایک حدیث میں اگر ثناء کا مسئلہ ذکر ہوا ہے، تو کسی دوسری حدیث میں کیفیتِ قیام کا ـــ کسی میں ثناء کے بعد سورۃ الفاتحہ کا ذکر ہے، تو

کسی دوسری حدیث میں فاتحہ کے بعد سورۃ ملانے کا ـــــ کسی میں رکوع کی کیفیت بتلائی گئی ہے، تو کسی دوسری میں سجدہ اور قعدہ کی کیفیت بیان ہوئی ہے ـــــ کسی میں تسبیحاتِ رکوع کا بیان ہے تو کسی دوسری حدیث میں تسبیحاتِ سجدہ ذکر ہوئی ہیں ـــــ بلکہ نماز کے تمام مسائل میں سے تقریباً ہر مسئلہ کے لیے الگ الگ ابواب ان کتب میں موجود ہیں، جن کے تحت ان مسائل کی تائید و اثبات میں کئی کئی حدیثیں مروی ہیں ـــــ وعلیٰ ھذا القیاس، زیرِ نظر حدیث میں بھی "اللہ اکبر" کی تکرار، لیکن صرف ایک مقام پر "سمع اللہ لمن حمدہٗ" کے الفاظ سے بہ ظاہر ہے کہ یہاں تکبیراتِ انتقال کا مسئلہ بیان ہو رہا ہے ـــــ مقصود یہ بتلانا ہے کہ ایک رکن سے دوسرے رکن میں جاتے ہوئے "اللہ اکبر" کہا جائے گا، جبکہ رکوع سے سر اٹھاتے وقت "سمع اللہ لمن حمدہ" پڑھا جائے گا ـــــ یہ نہیں کہ جن جن امور کا ذکر اس حدیث میں نہیں ہوا، وہ خارج از نماز ہیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ نہیں کیا کرتے تھے ـــــ جیسا کہ مولانا فضل امین صاحب نے ارشاد فرمایا، اور ایک ایسی فقہ چلا دی ہے، جس سے خود فقہ حنفی کی روح بھی تڑپ اٹھی ہو گی! ـــــ

ان کا مکمل طریقۂ واردات چند لفظوں میں یہ ہے کہ انہوں نے صحیح بخاری کی ایک ایسی حدیث اشتہار میں درج کی جس کا تعلق رفع یدین کی بجائے دوسرے مسئلہ سے تھا ـــــ "جعلی ایکس" ڈالتے ہوئے جلد نمبر اور صفحہ نمبر کا حوالہ دیا، پھر ترجمہ کرتے وقت دو دفعہ بریکٹ میں "رفع یدین نہ کرتے تھے" کا اضافہ کیا، جس کی الفاظِ حدیث میں قطعاً کوئی گنجائش نہ تھی ـــــ اور آخر میں "فائدہ" کے عنوان کے تحت لکھا کہ "چونکہ آپ کی نماز میں رفع یدین کا ذکر نہیں، لہٰذا معلوم ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں رفع یدین نہ کرتے تھے!" ـــــ حالانکہ اس مقام پر "آخری عمر میں" کی وضاحت بھی محض ایک تکلف ہی ہے، کیونکہ اس طرزِ استدلال سے تو رفع یدین کا "پہلی عمر میں" یا مطلق انکار بھی ممکن ہے ـــــ بلکہ ہر وہ مسئلہ گول کیا جا سکتا ہے جو من مرضی کے خلاف ہو، جیسا کہ اوپر ہم نے نتیجہ نکالا کہ چند الفاظ کے سوا پوری نماز ہی گول ہو کر رہ گئی!

مولانا نے اسی پر اکتفاء نہیں کی۔ انہوں نے اسی اشتہار کے دوسرے کالم میں ایک دوسری حدیث بھی صحیح بخاری کی نقل کی ہے، جس میں صرف رکوع میں جانے، رکوع سے

سر اٹھانے، اور دو رکعتیں پڑھ کر تیسری رکعت کے لیے اٹھتے وقت " اللہ اکبر" کا ذکر ہے ـــــ اور انہوں نے اس کے آخر میں بھی یہ نوٹ لکھ کر کہ : ـــــ

" اس پوری حدیث میں رفع یدین کا ذکر نہیں، اور (یہ) صحیح بخاری کی حدیث ہے۔"

ـــــ اس سے بھی ترکِ رفع یدین کشید کر لیا ہے ـــــ بہر حال یہ ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے صحیح بخاری میں سے صرف دو حدیثوں پر ہی طبع آزمائی فرمائی ہے۔ ورنہ صورتِ حال یہ ہے کہ اسی صحیح بخاری کی اسی جلد میں رفع یدین کی پانچ حدیثیں ذکر ہوئی ہیں، جبکہ باقی تمام میں دیگر مسائل بیان ہوئے ہیں ـــــ چنانچہ اگر وہ ان پانچ احادیث کے علاوہ کتاب الصّلوٰۃ کی بقیہ تمام حدیثیں، بلکہ پوری صحیح بخاری نقل کر کے آخر میں یہ نوٹ لکھ دیتے کہ "چونکہ اس میں رفع یدین کا ذکر نہیں، لہٰذا معلوم ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عمر میں رفع یدین نہ کرتے تھے" تو ہم ان کا کیا بگاڑ لیتے ؟ ـــــ تاہم اندریں صورت اگر ایک حنفی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ رفع یدین پہلے پہل کیا جاتا رہا، لیکن بعد میں متروک و منسوخ ہو گیا، تو کوئی منکرِ حدیث یہ بڑھ بھی ہانک سکتا ہے کہ :

" اے حدیث و سنّت کے نام لیواؤ ! کیا یہی تمہاری صحیح بخاری ہے کہ جس کی پانچ حدیثیں تو رفع یدین کو سنّتِ رسولؐ بتلاتی ہیں، اور باقی تمام کی تمام اس سے منع کرتی ہیں ـــــ کیا یہی وہ کتاب ہے، جسے تم " اصحّ الکتب بعد کتاب اللہ [1] " کا نام دیتے ہو، لیکن جو کبھی کچھ کہتی ہے اور کبھی کچھ ؟ ـــــ اور کیا یہی تمہارے امام بخاریؒ ہیں جنہیں اتنا بھی ہوش نہ تھا کہ جو بات ایک مقام پر لکھ آئے، دوسرے مقام پر اس کے برعکس لکھ دیا ـــــ پس جب " اصحّ الکتب بعد کتاب اللہ " اور اس کے مؤلف کا یہ حال ہے، تو حدیث کی دیگر کتب اور باقی تمام محدّثین کا کیونکر اعتبار کیا جا سکتا ہے ؟ ـــــ پس ان روایات

---

[1] "کتاب اللہ (قرآن مجید) کے بعد صحیح ترین کتاب"۔

کے پیچھے نہ پڑو، جن میں تضاد و اختلاف ہے، صرف اور صرف قرآن کی بات مانو — تمہاری نمازیں سب کی سب غلط ہیں، صحیح صرف وہ نماز ہے جو ہم پڑھتے ہیں اور یہی قرآنی نماز ہے"!

تب بتلاؤ اے حنفیت و تقلید کے پرستارو، اور اس کی خاطر احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احمقانہ تاویلات کی بھینٹ چڑھانے والو! — کیا تم ان کی بات تسلیم کرتے ہوئے اپنی نمازوں کو غلط قرار دے دوگے، یا سرے سے نمازیں پڑھنا ہی چھوڑ دوگے؟ — پھر اس کی زد صرف نماز اور حدیث پر ہی نہ پڑے گی، بلکہ خود قرآن مجید پر سے بھی اعتبار اٹھ جائے گا — کیونکہ یہ قرآن مجید ہی ہے، جو صرف "اقیموا الصلوٰۃ" کا حکم دے کر اقامت صلوٰۃ کی تمام تر جزئیات و کیفیات و تفصیلات کو حدیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چھوڑ دیتا ہے — لہٰذا حدیث پر عمل نہ کر کے خود قرآن مجید پر بھی عمل نہ ہو سکے گا، اور اس کی بیان کردہ یہ جزاء و سزا بھی بے معنی ہو کر رہ جائے گی کہ:

"وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔"

(الاحزاب : ۷۱)

"جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی وہ عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوا"!

اور:

"وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔"

(الاحزاب : ۳۶)

"جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا کہا نہ مانا تو وہ صریح گمراہی میں جا پڑا"!

تب پھر باقی کیا بچا؟ — حدیث رسولؐ اللہ کا انکار تو خود قرآن مجید کا انکار ہے، اندریں صورت کیا پورے دین اسلام کی عمارت متزلزل ہو کر نہ رہ جائے گی؟

نادانو! تم نے سوچا ہی نہیں کہ تم نے اپنی ان سستی حرکات اور عاقبت نا

اندیشیوں سے کیا کھویا اور کیا پایا ہے ؟ — یاد رکھو، جو کانٹے آج تم بو رہے ہو، کل کو خود تم بھی، بلکہ پوری امتِ مسلمہ مل کر بھی انہیں نہ چن سکے گی ! — پس تقلید کی ناز برداریاں چھوڑو اور کتاب و سنّت کی اتباع کو اپنا شعار بناؤ! —
رفع یدین متروک و منسوخ نہیں، بدستور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس سے اپنی نمازوں کو مزیّن بھی کرو، اور چار رکعات کی نماز میں سو نیکیاں زائد بھی کماؤ — "بکلّ رفع عشر حسنات" کے اصول کے تحت! — نیز سُن لو! ہمارے نزدیک رفع یدین کی حیثیت محض اسی قدر نہیں کہ نماز میں چند بار ہاتھ اٹھا دیئے جائیں، بلکہ رفع یدین ہمارے نزدیک اتباعِ رسولؐ کا معیار، سنّتِ رسولؐ سے محبت کی کسوٹی اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے پیار کا نام بھی ہے — جبکہ اس کے برعکس ترکِ رفع یدین عصیانِ رسولؐ کی نشانی، سنّتِ رسول اللہؐ سے بیزاری کی علامت اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے عداوت کا مظہر بھی ہے۔ چنانچہ یہ کوئی فروعی مسئلہ نہیں، اصولی مسئلہ ہے — تحویلِ قبلہ کے حوالے سے اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید میں یہی اصول تو بیان فرمایا ہے :

"وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَیْهِ — الاٰیة ! (البقرة : ۱۴۳)

یعنی ہم نے ایک قبلہ مقرر کرنے کے بعد دوسرا قبلہ اسی لیے تو مقرر کیا ہے کہ اس شخص کی بھی پہچان ہو جائے جو رسول اللہؐ کی اتباع کرتا ہے۔ اور وہ بھی کھل کر سامنے آجائے جو اپنی ایڑیوں کے بل پھر (کر گمراہ ہو) جاتا ہے۔

اول الذکر صورت کا نتیجہ رب کی جنّت ہے، جبکہ ثانی الذکر کا ہولناک انجام جہنّم! — اب یہ فیصلہ کرنا تمہارا کام ہے کہ تمہیں کون سا ٹھکانا زیادہ پسند ہے ؟

— وما علینا الا البلاغ !